Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Family and Social Impacts on Widowed Women in Tehsil Jand

تحصیل جنڈ میں بیوہ خواتین پر خاندانی اور سماجی اثرات

Iqra Batool Khan
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Dr. Tahira Batool
Lecturer, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Abstract

This research study examines the multifaceted family, social, and economic challenges faced by widowed women residing in Tehsil Jand, District Attock. In the rural and semi-urban socio-cultural landscape of Pakistan, the death of a spouse extends far beyond a deeply personal emotional tragedy; rather, it marks a drastic, structural shift in a woman's social standing, personal security, and functional role within both her household and the broader community. Grounded firmly within a patriarchal sociological framework, this investigation explores how deep-seated cultural norms, rigid traditional practices, institutional gaps, and pervasive economic barriers converge to systematically marginalize widows during one of the most vulnerable periods of their lives.

Within the immediate family structure, the research highlights critical issues such as the abrupt loss of household decision-making authority, strained and often hostile relationships with in-laws, and heavy financial dependency. In the specific context of Tehsil Jand, widows frequently struggle to claim their legitimate property and land inheritance rights, which are routinely blocked, delayed, or entirely ignored by male family members exploiting loopholes in social customs. On a broader social level, these women experience profound isolation, restricted personal freedom and mobility, and subtle yet damaging forms of discrimination during family and community gatherings due to lingering, antiquated social prejudices associated with widowhood.

Additionally, the immense physical and mental pressure of acting simultaneously as the sole financial provider and the primary caregiver for dependent children exposes them to severe chronic stress, anxiety, and eventual social exclusion. By utilizing a mixed-method research approach—combining structured surveys with in-depth qualitative interviews—this study captures the everyday lived realities of widows in Tehsil Jand and explores the psychological and survival coping strategies they rely on. Ultimately, this paper calls for urgent, targeted community awareness programs, strict legal enforcement of inheritance laws, and stronger governmental and community-level social support systems to empower these women, safeguard their fundamental human rights, and help them secure a dignified, independent place in mainstream society.

Keywords: Widowhood, Family Dynamics, Social Impacts, Patriarchal Norms, Inheritance Rights, Tehsil Jand

1۔ مقدمہ

تحصیل جنڈ (ضلع اٹک، پنجاب) کے پس منظر میں بیوہ خواتین کی زندگیوں کا مطالعہ ایک ایسے معاشرتی و خاندانی نظام کی عکاسی کرتا ہے جہاں پدر شاہی (Patriarchy) اور روایتی اقدار گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی تہذیبی اور اخلاقی پختگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ وہ اپنے کمزور اور پس ماندہ طبقات،

بالخصوص بیوہ خواتین، کے ساتھ کیسابرتاؤ کرتا ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر اور دیہی و نیم شہری پس منظر کے حامل معاشروں میں بیوہ پن محض شوہر کی وفات کا صدمہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسی سماجی، معاشی اور نفسیاتی جنگ کا آغاز ہے جس میں عورت کو ہر قدم پر روایتی پابندیوں، خاندانی دباؤ اور ساختی امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[1]
تحصیل جنڈ کا علاقہ جغرافیائی اور ثقافتی اعتبار سے ایک ایسے ماحول پر مشتمل ہے جہاں خاندانی اثر و رسوخ اور سخت ضابطۂ اخلاق آج بھی معاشرتی زندگی پر حاوی ہیں۔ یہاں جب کسی عورت کا شوہر انتقال کر جاتا ہے، تو اس کا تشخص ایک آزاد فرد کے طور پر باقی نہیں رہتا، بلکہ اسے مرد رشتہ داروں دیور، جیٹھ، بیٹوں یا باپ کی کفالت یا سرپرستی کے محتاج کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ خاندانی نظام جو کہ اصولی طور پر بیوہ اور اس کے بچوں کے لیے ایک شیلٹر ہونا چاہیے، اکثر اوقات وسائل کی تقسیم، جائیداد کے تنازعات اور خاندانی ناموس "عزت" کے نام پر جبر کا ایک مؤثر آلہ بن جاتا ہے۔

اسلامی شریعت اور ملکی قوانین نے بیوہ خواتین کو جائیداد میں مقررہ حصہ، مالی تحفظ اور دوبارہ نکاح کا واضح حق دیا ہے، لیکن تحصیل جنڈ کے نچلی سطح کے زمینی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ روایتی رسم و رواج اور خاندانی دباؤ ان قانونی حقوق پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ بیوہ کو مبینہ طور پر خاندانی جائیداد سے دستبردار کرانے، اس کی نقل و حرکت محدود کرنے، اسے زیب و زینت اور خوشیوں سے محروم رکھنے اور اس کے بنیادی حقوق کو سلب کرنے کے رجحانات آج بھی معاشرے کا حصہ ہیں۔ اس کے نتیجے میں یہ خواتین شدید ذہنی دباؤ (Depression)، معاشی ابتری اور سماجی تنہائی کا شکار ہو جاتی ہیں۔[2]

1.2۔ مسئلے کا بیان

پاکستان میں خواتین کے حقوق سے متعلق قانونی اصلاحات کے باوجود، تحصیل جنڈ جیسے پسماندہ علاقوں میں بیوہ خواتین کی عملی زندگی انتہائی ابتر ہے۔ بیوہ خواتین کو باقاعدہ درج ذیل امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

- میاں اور باپ کی جائیداد سے بے دخلی۔
- دوسری شادی یا سماجی شرکت پر پابندیاں۔
- سوگ اور پردے کے سخت اصولوں پر عمل کرنے کا دباؤ۔
- مردوں کے زیرِ اثر خاندانی نیٹ ورکس کی طرف سے نفسیاتی استحصال اور معاشی جبر۔

تحصیل جنڈ میں یہ خاندانی اور سماجی دباؤ کس طرح کام کرتے ہیں اور بیوہ خواتین کی مجموعی فلاح و بہبود کو کیسے متاثر کرتے ہیں۔

2۔ زمینی حقائق اور تجزیہ

خاندانی حرکیات اور جائیداد سے بے دخلی

تحصیل جنڈ کا ایک اہم ترین انکشاف بیوہ خواتین کو جائیداد کے حقوق سے باقاعدہ محروم کرنا ہے۔ اگرچہ اسلامی فقہ اور پاکستانی قانون بیوہ کو اس کے مرحوم شوہر کی جائیداد میں مقررہ حصہ (اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں یا اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھا حصہ) کی ضمانت دیتے ہیں، لیکن روایتی رسم و رواج اکثر باضابطہ قانون کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ تحصیل جنڈ کے پس منظر میں بیوہ خواتین کے خلاف خاندانی حرکیات اور جائیداد سے بے دخلی کا میکنزم انتہائی تلخ حقائق پر مبنی ہے۔ جب کسی عورت کا شوہر انتقال کر جاتا ہے، تو اس کے بعد گھر کے اندرونی طاقت کے توازن میں ڈرامائی تبدیلی آتی ہے۔ شوہر کی سرپرستی ختم ہوتے ہی سسرال والے بیوہ کو ایک بوجھ تصور کرنے لگتے ہیں، اور خاندانی فیصلے کرنے میں اس کی آواز کو مکمل طور پر دبا دیا جاتا ہے۔ مردانہ غلبے والے خاندانی نظام میں جیٹھ یا سسرال کے دیگر مرد حضرات بیوہ پر اپنا کنٹرول مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ اس کی شخصی اور معاشی آزادی کو محدود کیا جا سکے۔[3]

اس خاندانی رسہ کشی کا سب سے بھیانک روپ بیوہ خواتین کی جائیداد اور وراثت سے محرومی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ شریعت اور قانون کے واضح احکامات کے باوجود، تحصیل جنڈ کے دیہی اور روایتی علاقوں میں بیوہ کو شوہر کی زمین، مکان یا جائیداد میں اس کا جائز حصہ دینے سے عموماً انکار کر دیا جاتا ہے۔ خاندان کے مرد یہ جواز تراشتے ہیں کہ جائیداد باہر نہیں جانی چاہیے یا یہ کہ عورت اکیلی اتنی بڑی پراپرٹی کو سنبھال نہیں سکتی۔ بعض اوقات بیوہ کو اس شرط پر گھر میں رہنے کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے قانونی حقوق کا دعویٰ نہیں کرے گی۔ اگر کوئی بیوہ اپنے حق کے لیے آواز اٹھائے، تو اسے خاندانی بائیکاٹ، طعنہ بازی اور سماجی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو اسے مزید کمزور اور بے بس کر دیتا ہے۔

خاندانی دباؤ

تحصیل جنڈ میں بیوہ خواتین کے حقوق کے حوالے سے کیے گئے تحقیقی سروے سے یہ تشویشناک حقیقت سامنے آئی ہے کہ تقریباً 68 فیصد اڑسٹھ فیصد خواتین کو سنگین خاندانی اور معاشی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس صورتحال میں سسرال کے مرد رشتہ دار بیوہ پر شدید ذہنی دباؤ ڈالتے ہیں تاکہ وہ اپنے قانونی حصّے سے دستبردار ہو جائے۔

وہ اس فرسودہ اور غیر منصفانہ توجیہہ کا سہارا لیتے ہیں کہ "خاندان کی جائیداد باہر نہیں جانی چاہیے" تاکہ جائیداد پر بااثر مردوں کا تسلط قائم رہے۔ اس جبری دباؤ کا بنیادی مقصد بیوہ کو مجبور کرنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے حقوق چھوڑ کر جائیداد بیٹوں یا دیوروں کے نام منتقل کر دے۔ یہ عمل صدمے کی شکار عورت کو نہ صرف معاشی طور پر مفلوج کر دیتا ہے بلکہ اسے اپنے ہی گھر میں مکمل طور پر بے اختیار اور محکوم بنا دیتا ہے۔[4]

خود مختاری کا خاتمہ

تحصیل جنڈ کے جوائنٹ فیملی سسٹم متحدہ خاندانی نظام میں رہنے والی بیوہ خواتین پر کیے گئے تحقیقی تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد ان کی ذاتی خود مختاری کا عمل تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔ سروے اور انٹرویوز کے دوران سامنے آنے والے حقائق کے مطابق، بیوہ ہونے کے بعد ان خواتین کی روزمرہ کی نقل و حرکت، گھر سے باہر آنے جانے اور اپنی مرضی سے فیصلے کرنے کی آزادی پر شدید قدغنیں لگا دی جاتی ہیں۔ مالی معاملات میں ان کا کردار بالکل صفر کر دیا جاتا ہے، اور وہ اپنے ہی گھر کے بنیادی مالی فیصلوں سے ناآشنا رکھی جاتی ہیں۔[5]

ان کے پیدائشی خاندان یعنی میکے سے میل جول اور تعلقات پر بھی نام نہاد خاندانی روایات اور عزت کا واسطہ دے کر سخت پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، تاکہ وہ کسی بھی بیرونی حمایت یا مشورے سے محروم رہیں۔ اس طرح کا گہرا سماجی و خاندانی حصار بیوہ کو ایک مکمل محکوم اور بے بس انسان بنا دیتا ہے، جو اس کی نفسیاتی صحت پر بھی انتہائی منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

3۔ سماجی بدنما داغ اور ثقافتی رکاوٹیں

تحصیل جنڈ میں بیوہ پن کو ثقافتی علامات کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ بیوہ خواتین سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ سوگوار رہیں:

لباس اور ظاہر

تحصیل جنڈ کے دیہی پس منظر میں بیوہ خواتین کے لباس اور ظاہری حلیے پر انتہائی سخت اور جابرانہ سماجی رویے مسلط کیے جاتے ہیں۔ شوہر کی وفات کے بعد ان پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ شوخ رنگ کے کپڑے ترک کر کے صرف پھیکے یا سفید لباس پہنیں۔ اس کے علاوہ زیورات، میک اپ اور آرائش و زیبائش پر مکمل پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ معاشرتی سوچ یہ سمجھی جاتی ہے کہ مرجھایا ہوا حلیہ ہی بیوہ کے "سچے سوگ" کا واحد پیمانہ ہے۔ یہ ظاہری پابندیاں بیوہ کو احساسِ کمتری اور شدید نفسیاتی تناؤ میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

دوسری شادی کے ممنوعات

تحصیل جنڈ کے قدامت پسند علاقوں میں اگرچہ اسلام بیوہ کو دوسری شادی کی مکمل اجازت دیتا ہے، لیکن ثقافتی اور خاندانی روایات اس کی شدید مخالفت کرتی ہیں۔ اس ضمن میں سب سے بڑی رکاوٹ بیوہ کے جوان بچوں کا ہونا تسلیم کی جاتی ہے، جہاں سسرال اور معاشرہ یہ جواز تراشتا ہے کہ بچوں کی پرورش کے بعد دوسری شادی خاندان کے لیے باعثِ ندامت ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوہ خواتین پر عمر بھر کی زبردستی تنہائی مسلط کر دی جاتی ہے اور ان کے شرعی و فطری حقوق کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔

سماجی تقریبات سے اخراج

تحصیل جنڈ کے روایتی معاشرے میں بدشگونی اور بدقسمتی کے توہمات کی بنیاد پر بیوہ خواتین کو خوشی کی تقریبات سے باہر رکھا جاتا ہے۔ شادیوں، بچوں کی پیدائش اور دیگر خاندانی میل ملاپ کے مواقع پر ان کی شرکت کو منحوس یا برا شگون تصور کیا جاتا ہے۔ اس فرسودہ سماجی رویے کے تحت انہیں جان بوجھ کر خوشی کے مواقع پر مدعو نہیں کیا جاتا یا وہ خود طعنہ بازی سے بچنے کے لیے کنارہ کش ہو جاتی ہیں۔ یہ امتیازی سلوک بیوہ خواتین کو شدید نفسیاتی تنہائی اور احساسِ محرومی کا شکار بنا دیتا ہے۔ نتیجتاً وہ سماجی زندگی سے کٹ کر رہ جاتی ہیں جو ان کی ذہنی صحت پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرتا ہے

4۔ نفسیاتی اور طبی اثرات

تحصیل جنڈ کے پس منظر میں بیوہ خواتین کو درپیش معاشی مشکلات، شدید سماجی تنہائی اور مسلسل خاندانی دباؤ ان کی دماغی اور جسمانی صحت پر انتہائی گہرے اور تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں۔ شوہر کی وفات کے بعد اچانک پیدا ہونے والا خلا، وسائل کی کمی اور معاشرتی بے حسی ان کے اعصابی نظام کو اندر سے توڑ کر رکھ دیتی ہے۔

تحقیق کے دوران جب ان خواتین کی نفسیاتی حالت کا جائزہ لیا گیا، تو یہ بات سامنے آئی کہ جواب دہندگان میں بے چینی (Anxiety)، کلینیکل ڈپریشن اور دائمی تناؤ (Chronic Stress) کی شرح انتہائی بلند پائی گئی۔ یہ وہ پوشیدہ اور خاموش بیماریاں ہیں جو روزمرہ کی زندگی کو مفلوج کر دیتی ہیں، لیکن معاشرتی لاپرواہی کی وجہ سے ان پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

تحصیل جنڈ جیسے پسماندہ اور دیہی علاقوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہاں بیوہ خواتین کے لیے کسی بھی قسم کی پیشہ ورانہ نفسیاتی مدد (Professional Psychological Support) یا کونسلنگ سینٹرز کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے۔ جب یہ خواتین اندرونی کرب اور شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہوتی ہیں، تو ان کے پاس اپنے غم کو بانٹنے یا طبی مدد حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔

اس طبی اور نفسیاتی مدد کی عدم موجودگی ان کے مسائل کو حل کرنے کے بجائے روز بروز مزید بڑھا دیتی ہے، جس سے وہ ذہنی امراض کی دلدل میں مزید دھنستی چلی جاتی ہیں۔ مناسب تھراپی، مشاورت اور طبی سہولیات کے فقدان کے باعث ان کا یہ ذہنی تناؤ بعض اوقات جسمانی بیماریوں جیسے بلڈ پریشر، دل کے عوارض اور دائمی سر درد کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

نفسیاتی بوجھ نہ صرف بیوہ خواتین کی اپنی انفرادی زندگی کو اجاڑ دیتا ہے بلکہ ان کے زیرِ کفالت بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کے عمل کو بھی شدید طور پر متاثر کرتا ہے۔ لہٰذا، تحصیل جنڈ کی سطح پر ان خواتین کے لیے سرکاری اور فلاحی سطح پر نفسیاتی صحت کے مراکز کا قیام اور کونسلنگ کی سہولیات کی فراہمی آج کے دور کی سب سے اہم اور ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔[6]

5۔ بحث (Discussion)

تحصیل جنڈ کے معاشرتی اور خاندانی پس منظر میں کی جانے والی اس تحقیق کے حتمی نتائج اس تلخ حقیقت کی مکمل تصدیق کرتے ہیں۔ یہاں پدر شاہی نظام ایک ایسے منظم ڈھانچے کے طور پر پوری قوت کے ساتھ فعال انداز میں کام کرتا ہے۔ اس ظالمانہ نظام کا بنیادی مقصد بیوہ خواتین کو معاشی جبر اور ظالم سماجی حالات کے ذریعے دبا کر رکھنا ہوتا ہے۔ یہ تمام حربے اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ صدمے کی شکار عورت کبھی بھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو سکے۔ اس طرح کے غیر منصفانہ سماجی محرکات بیوہ کی انفرادی اور خاندانی حیثیت کو مکمل طور پر مفلوج کر دیتے ہیں۔

ایک مہذب اور صحت مند معاشرے میں خاندان کو اصولی طور پر ایک مضبوط اور محفوظ سپورٹ سسٹم ہونا چاہیے۔ خاندان کا اصل فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر مشکل وقت میں اپنے کمزور افراد کی بھرپور پشت پناہی کرے۔ لیکن تحصیل جنڈ کے دیہی پس منظر میں یہ المیہ ہے کہ خاندان خود جبر اور استحصال کا ایک بڑا آلہ بن جاتا ہے۔ سسرال کے رشتہ دار بیوہ کی فلاح کے بجائے اس پر اپنا مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے آزماتے ہیں۔ یہ خاندانی رویے اس غریب عورت کے لیے پناہ گاہ کے بجائے ایک خوفناک قید خانہ بن کر رہ جاتے ہیں۔[7]

سسرال کے افراد بیوہ کو مالی خود مختاری اور جائیداد کے قانونی حقوق سے مکمل محروم رکھتے ہیں۔ اس ناانصافی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے جائز حصّے سے دستبردار ہو کر ہمیشہ کے لیے دوسروں کی دستِ نگر رہے۔ اس معاشی محتاجی کو برقرار رکھنے کے لیے خاندان کے بااثر مرد مختلف فرسودہ بہانوں اور روایتی توجیہات کا سہارا لیتے ہیں۔ مالی طور پر مفلوج کرنے کا یہ عمل اس عورت کو اندر سے توڑ دیتا ہے اور اس کی قوتِ مدافعت ختم کر دیتا ہے۔ نتیجتاً وہ اپنے ہی گھر میں ایک محکوم اور بے بس انسان کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

معاشی جبر کے ساتھ ساتھ مختلف ثقافتی اقدار، توہمات اور روایتی پابندیوں کا خطرناک ہتھکنڈا بھی کھل کر استعمال کیا جاتا ہے۔ لباس کی قید، ظاہری حلیے کی پابندیاں اور خوشی کی تقریبات سے اخراج جیسے عوامل اس ظلم کو مزید ہوا دیتے ہیں۔ یہ تمام ہتھکنڈے مل کر اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ بیوہ خواتین معاشرے میں ہمیشہ خاموش اور خوفزدہ رہیں۔ ان تمام سماجی زنجیروں کا مقصد ان کی آواز کو ہمیشہ کے لیے دبا دینا اور انہیں دائرہ کار سے باہر کرنا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جب تک اس پدر شاہی سوچ کو چیلنج نہیں کیا جائے گا، استحصال جاری رہے گا۔[8]

6۔ نتیجہ

تحصیل جنڈ (ضلع اٹک) کے معاشرتی اور خاندانی پس منظر میں بیوہ خواتین کی زندگیوں کا مطالعہ اس تلخ حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے کہ پدر شاہی نظام اور روایتی اقدار ان کی فلاح و بہبود کے راستے کی سب سے بڑی دیوار ہیں۔ شوہر کی وفات کے بعد اس خطے میں بیوہ خواتین کو ایک آزاد اور باوقار فرد کے بجائے مرد رشتہ داروں کی سرپرستی اور کفالت کی محتاج کے طور پر دیکھا جاتا ہے ۔ اسلامی شریعت اور ملکی قوانین کے برعکس، تحصیل جنڈ کے دیہی اور نیم شہری علاقوں میں بیوہ خواتین کو جائیداد اور وراثت کے قانونی حقوق سے باقاعدہ محروم رکھا جاتا ہے۔

تحقیق کے مطابق تقریباً 68 فیصد خواتین کو سنگین خاندانی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے جائز حصّے سے دستبردار ہو جائیں اور جائیداد پر بااثر مردوں کا تسلط قائم رہے۔ جوائنٹ فیملی سسٹم اور روایتی خاندانی ڈھانچے میں بیوہ خواتین کی ذاتی خود مختاری، نقل و حرکت اور مالی معاملات میں فیصلہ سازی کا عمل مکمل طور پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ معاشرتی سطح پر بیوہ خواتین کے لباس، ظاہری حلیے اور شاداب رنگوں پر سخت پابندیاں عائد کی جاتی ہیں تاکہ زبردستی ان پر "سچے سوگ" کا تاثر مسلط کیا جا سکے۔

اسلام کی واضح اجازت کے باوجود، خاندانی دباؤ اور نام نہاد سماجی روایات کی وجہ سے بیوہ خواتین (خصوصاً کم عمر بیواؤں) کی دوسری شادی کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ بد شگونی اور توہمات کی بنیاد پر انہیں شادیوں اور خوشی کی دیگر خاندانی تقریبات میں شرکت سے روک دیا جاتا ہے، جس سے ان کی معاشرتی تنہائی میں خطرناک حد تک اضافہ ہوتا ہے۔ ان تمام معاشی محرومیوں، سماجی دباؤ اور تنہائی کے نتیجے میں بیوہ خواتین میں کلینیکل ڈپریشن، بے چینی (Anxiety) اور دائمی تناؤ کی شرح انتہائی بلند پائی جاتی ہے۔[9]

تحصیل جنڈ کے ان پسماندہ علاقوں میں کسی بھی قسم کی پیشہ ورانہ نفسیاتی مدد، کونسلنگ سینٹرز یا فلاحی سہولیات کا فقدان ان کے ذہنی کرب کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ خاندان جو کہ اصولی طور پر بیوہ اور اس کے بچوں کے لیے ایک مضبوط سپورٹ سسٹم ہونا چاہیے، یہاں خود جبر اور استحصال کا ایک مؤثر آلہ بن جاتا ہے۔ معاشی محتاجی اور سماجی زنجیریں اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ صدمے کی شکار عورت زندگی بھر اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو سکے اور ہمیشہ محکوم رہے۔

اس مکمل تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تحصیل جنڈ میں بیوہ خواتین کے مسائل محض ذاتی نوعیت کے نہیں بلکہ ایک گہرے ساختی اور ثقافتی جبر کا نتیجہ ہیں۔ حالات کو بدلنے کے لیے ضروری ہے کہ قانونی سطح پر بیوہ خواتین کے وراثت کے حقوق کو سختی سے نافذ کیا جائے تاکہ ان کا معاشی استحصال روکا جا سکے۔

حکومت اور فلاحی اداروں کو چاہیے کہ وہ اس پسماندہ تحصیل میں خواتین کے لیے معاشی خود کفالت کے مراکز اور پیشہ ورانہ نفسیاتی صحت کی سہولیات کو یقینی بنائیں۔

7۔ مصادر و مراجع

---

[1] اقراء بتول خان، تحصیل جنڈ میں بیوہ خواتین کے معاشی مسائل کا تحقیقی جائزہ اور اسلام میں اس کا حل، مصنفہ کا ذاتی سروے، تحصیل جنڈ جون 2026

[2] Mulla, D. F. (2017). *Principles of Mahomedan Law* (22nd ed.). LexisNexis Butterworths

[3] حافظہ ہاجرہ مدنی، "پاکستانی عورت کے معاشی مسائل اور کردار، "غیر مطبوعہ ایم فل مقالہ، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ص ص 125-130

[4] بٹ، بشریٰ اقبال، اور اسد، عائشہ زہرا 2016 پاکستان میں خواتین کے وراثتی حقوق، ص، (2)36، 948–935۔

[5] Nisar, A., & Mohamad Cusairi, R. B. (2025). Islamic Inheritance Rights for Women in Pakistan: Exploring Legal Safeguards and Social Challenges. Journal of Islamic Thought and Civilization, 15(2)

[6] سوزان موشر اسٹو آرڈ, Women in Medieval Society, امریکہ: یونیورسٹی آف پنسلوانیا پریس، 1976ء، ص 23

[7] علامہ صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور یا دار السلام، ریاض، 2000ء، ص 77-78

[8] خالد رحمن، خواتین، معاشی اختیار اور تعلیم: ایک فکری اور سماجی مطالعہ (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 2018ء)، ص 15۔

[9] عاصمہ عبدالعزیز، "پاکستانی معاشرے میں بیوہ خواتین کے معاشی و سماجی مسائل: ایک تحقیقی مطالعہ "غیر مطبوعہ ایم فل مقالہ، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 2019ء، ص 74۔

SCRR